Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

A comparative study of the United Nations Education Agenda for 2030 with Islamic Educational Objectives

اقوام متحدہ کے تعلیمی ایجنڈا برائے 2030 کا اسلامی تعلیمی مقاصد کے ساتھ تقابلی مطالعہ

Authors

1. Sikandar Ali
PhD Scholar, Islamic learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.
behashti123@gmail.com

2. Dr. Jawwad Haider Hashmi
Assistant Professor Islamic learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.

Citation

Ali, Sikandar and Dr. Jawwad Haider Hashmi " A comparative study of the United Nations Education Agenda for 2030 with Islamic Educational Objectives." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 54– 67.

History

Received:Sep 01, 2024, **Revised**: Sep 19, 2024, **Accepted**: Oct 10, 2024, **Available Online**: Oct 19, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

HEC "Y" Category

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

A comparative study of the United Nations Education Agenda for 2030 with Islamic Educational Objectives

اقوام متحدہ کے تعلیمی ایجنڈا برائے 2030 کا اسلامی تعلیمی مقاصد کے ساتھ تقابلی مطالعہ

*سکندر علی *ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی

Abstract

Education is the most important thing for the progress of any country or society. The important elements of education are; principles, objectives, and methods. However, educational objectives are most importance. Because, education policies are based and centered on educational objectives. The world's two largest and most effective systems of education are; Islamic and Western theories of Education. The objectives of western education theory have been introduced by UNESCO in 2015 in the form of "United Nations Education “2030” globally as a comprehensive and guiding system for the next fifteen years. Research about these two education systems objectives and goals is important and it is a social need too. Because on the one hand, our religion, culture and history demand a commitment to Islam. And on the other hand, we also need to live with the modern world. Therefore, it is necessary to have a clear vision of the basic goals of education. So that in this context the evaluation of the remaining objectives is easier. Because, the little objectives are formed by these higher and fundamental goals. The Western system of education is based on materialism and the concept of this apparent world. Therefore, only the human aspect of "humanism" has been taken in their educational agenda. According to this theory, the axis of the universe is man and the pursuit of man's comfort and material goals on earth is the main goal. Whereas in the School of Islam, man is a combination of body and soul. In the eyes of Islam, man is the Caliph in this world, and eternal life is for him after dead. If the education system is formed on man's material, spiritual and monotheistic concept of the universe, then that education system will guarantee success in both the world and the Hereafter. The important question here is; which of the higher objectives of education are presented by the United Nations Education 2030 and Islam, and what is the fundamental difference between them? In this article, an effort has been done to answer the question related to these educational objectives in the context of Islamic teachings.

Keywords: United Nations, Islam, Education 2030, UNESCO, Education, Goals and Objectives, Humanism

تعارف موضوع

تعلیم کی دنیا میں اہداف کا تعین ایک اہم عنصر ہے، جو نظام تعلیم کی بنیاد کو مستحکم کرتا ہے۔ یہ اہداف تعلیم کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہیں اور طلبہ کی تربیت میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس مضمون میں، ہم نظام تعلیم میں اہداف کی تعریف، ان کے مختلف اقسام، اور اقوام متحدہ کے ایجوکیشن 2030 کے اہداف کا جائزہ لیں گے۔ ساتھ ہی اسلامی تعلیمی مقاصد پر بھی روشنی ڈالیں گے، جو خدا کی قربت، ہدایت، پاکیزگی، عبادت،

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی، پاکستان۔

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی، پاکستان۔

اور صالح انسان کی تشکیل پر زور دیتے ہیں۔ اس طرح، ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیسے یہ مختلف نظامات ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں یا ان میں تضاد موجود ہے۔ یہ مطالعہ ہمیں اس بات کی سمجھ فراہم کرے گا کہ کیسے ایک جامع اور متوازن تعلیمی نظام تشکیل دیا جاسکتا ہے جو دنیاوی اور اخروی دونوں کامیابیوں کے حصول کے لیے مفید ہو۔

مبحث اول: نظامِ تعلیم وتربیت میں ہدف کی تعریف، اہمیت اور اقسام

نظامِ تعلیم وتربیت میں اہداف انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ یہ اہداف تعلیم کے آغاز سے لے کر آخر تک مدنظر ہوتے ہیں۔ ہدف کو تعلیم کی علتِ غائی کہا جاتا ہے۔ مقامِ تصور میں ہدف سب سے پہلے ہوتا ہے لیکن مقامِ عمل میں یہ سب سے آخر میں ہاتھ آتا ہے۔ تعلیم وتربیت میں ایک جانب خود اہداف کے بارے میں گفتگو ہوتی ہے اور دوسری طرف ان اہداف تک رسائی کے مختلف راستوں اور وسائل کے بارے میں بحث ہوتی ہے۔ اہداف ان نتائج سے عبارت ہیں جنہیں اساتذہ، تعلیمی سسٹم اور حکومت سب مل کر قابل حصول بناتے ہیں۔ ہدف وہ بنیادی منزل ہے جس کے حصول کی خاطر تمام کوششوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ کسی بھی کام کی انجام دہی سے پہلے اس کے ہدف کا واضح اور آشکار ہونا ضروری ہے تاکہ اس کے حصول کے لئے منصوبہ بندی کی جاسکے اور اس تک پہنچنے کی راہوں کو پہچان کر مطلوبہ امکانات اور وسائل کی فراہمی کا اہتمام کیا جا سکے۔

الف: ہدف کی تعریف

ہدف یا مقصد کو انگریزی میں aim، objective, goal, purpose, intention جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ماہرین تعلیم نے مقصد یا ہدف کی مختلف تعاریف پیش کی ہیں۔ مشہور فلسفی مصباح یزدی نے ہدف کی تعریف یوں کی ہے:

> ہدف میں وہ پسندیدہ امور شامل ہیں جو تعلیمی وتربیتی منصوبوں میں مدنظر رکھے جاتے ہیں۔ تمام تعلیمی کام اور سرگرمیاں یا ان میں سے بعض انہی کے حصول کی خاطر انجام دی جاتی ہیں۔[1]

معروف ماہر تعلیم علی اکبر شعاری نژاد کے مطابق:

> ہدف وہ چیز ہے جس تک پہنچنے کی ہم آگاہانہ کوشش کرتے ہیں اور ہر لمحہ اس کے قریب ہونے یا اس تک رسائی کو مدنظر رکھتے ہیں اور اسی کی کسوٹی پر اپنی کامیابی کی مقدار معلوم کرتے ہیں۔[2]

ب: نظام تعلیم میں ہدف کا مفہوم

تعلیم وتربیت میں بھی دوسرے امور کی طرح اہداف کو مبانی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ تعلیم وتربیت کے میدان میں ہدف سے مراد وہ مطلوبہ اور آخری حالت ہے جسے آگاہانہ اور آزادانہ طور پر انتخاب کیا جاتا ہے اور اسی کی خاطر تمام تربیتی وتعلیمی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ پس تعلیمی اہداف میں تین عناصر سب سے اہم ہیں۔

۱۔ تربیتی وتعلیمی امور میں راہنمائی فراہم کرنا۔

۲۔ فرد میں سیکھنے کا شوق وجذبہ اور مقصدیت پیدا کرنا۔

---

[1] - Yazdī, Muhammad Taqī Miṣbāḥ, *Falsafah Taʻlīm wa Tarbīyat Islāmī* (Qum, Mūʼassa Amūzishī wa Pajūhishī Imām Khomeini, Sāl Nashr 1395), p. 214.

[2] - Shaʻārī Nezhād, ʻAlī Akbar, *Falsafah Jadīd Tarbīyat* (Tehrān, Intishārāt Iṭṭilāʻāt, 1388 Sh), p. 244.

۳۔ تربیتی و تعلیمی سرگرمیوں کی تشخیص کا معیار فراہم کرنا۔

ان تمام اہداف کی مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ اہداف ایک یا چند اقدامات اور سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں۔[3]

تربیت ایک آگاہانہ سلسلۂ عمل ہے جس کا ایک نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ منظم سرگرمیوں، اقدامات اور تاثیر و تاثر کے ساتھ اپنے آخری مقصد تک جا پہنچتا ہے۔ اگر انسان اپنے آخری ہدف کو جان لے تو وہ اس تک پہنچنے کی خاطر کوشش کرتا ہے۔ اسی "آخری مقصود" کو ہدف کہا جاتا ہے۔[4]

ج: ہدف کی اہمیت اور ضرورت

دنیا میں کسی بھی سسٹم خصوصاً تعلیمی نظام کی ناکامی کی بنیادی وجہ یا کسی اعلیٰ ہدف کا فقدان ہے یا اہداف کا باہمی تضاد یا غلط اور پست اہداف۔ اس نقص کی وجہ سے کثیر انسانی اور مادی سرمایہ خرچ کرنے کے باجود مطلوبہ مقصد تک رسائی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر تعلیمی نظام میں ہدف کی درست شناخت نہ ہو تو یہ گمراہی اور اقدار سے دوری کا سبب بنے گا۔ اس لئے ہر چیز سے پہلے ہدف کی شناخت لازمی ہے تاکہ وسائل، امکانات، حکمت عملی اور جدوجہد سے استفادہ مفید، نجات بخش اور اعلی انسانی اقدار و اہداف تک رسائی کے لئے ہو۔ اہداف کی درست شناخت کے ساتھ ساتھ حفظِ مراتب کا لحاظ اور ترجیحات کی تعیین بھی ضروری ہیں۔ بعض اوقات انسان ایسے اہداف میں اپنا سرمایہ اور وقت ضائع کرتا ہے جو کسی قسم کی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے یا کم اہمیت رکھتے ہیں۔ گاہے انسان ابتدائی اہداف میں پھنس کر اصلی ہدف کو مکمل بھول جاتا ہے۔ اسی طرح گاہے انسان کلی، دائمی اور معنوی اہداف سے چشم پوشی کرتے ہوئے جزئی، وقتی، زوال پذیر اور مادی اہداف کو مطمع نظر بنالیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ وقت، سرمایہ، محنت اور زندگی صرف کرنے کے بعد بھی ناکام رہتا ہے یا معمولی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر وہ درست، اصلی، اہم، پائیدار اور اعلیٰ اہداف کو اپنا مطمع نظر بناتا تو وہ کم وقت اور کم سرمایے سے بلند، پائیدار اور عظیم ترقی کے منازل طے کرسکتا ہے۔

د: اہداف کی اقسام

بنیادی طور پر اہداف کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ اصلی اور آخری (غائی) ہدف　　2۔ کلی اہداف　　3۔ جزئی و فرعی اہداف

"ہدف غائی" سے مراد اعلیٰ یا آخری ہدف ہے جو مقصود بالذات ہے۔ یعنی انسان کی تمام سرگرمیوں، نیتوں، مقاصد، عقائد اور کاموں کا محور و مرکز یہی ہدف ہے۔ اسے انسانی زندگی کا نصب العین (vision) بھی کہا جاسکتا ہے۔ ایک دانشور کے مطابق: ہدفِ غائی اس چراغِ راہ کی طرح ہے جس کی روشنی میں کشتی میں سوار تمام افراد کے دل میں ایک شوق و شغف باقی رہتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر حالت میں معمولی توجہ کے ساتھ اسے دیکھا سکتا ہے اور ہمیشہ انسان کی نگاہ اس نقطے پر ہوتی ہے۔

مبحث دوم: اقوام متحدہ کے ایجوکیشن 2030 کے اہداف

یونیسکو (United Nations Education, Scientific and Cultural Organization (UNESCO)) اقوام متحدہ کا ایک ذیلی تعلیمی، ثقافتی اور سائنسی ادارہ ہے۔ 16 نومبر 1945 کو اس کی تاسیس عمل میں آئی۔ 16 نومبر کو 46 ممالک نے اس کے آئین پر دستخط کئے جس

[3] - Shukūhī, Ghulāmḥusain, *Mabānī wa Uṣūl Amūzish wa Parwarish*, p. 115.
[4] - Ḥusayn Kā'āmad Pīshah, *Āshnā'ī bā Tarbīyat Islāmī* (Qum, Markaz Bain al-Milalī Tarjumah wa Nashr al-Muṣṭafā, 1442 Q.H), p. 67.

کا مقصد تعلیم، ثقافت، سائنس، ارتباطات اور اطلاعات کے ذریعے غربت کا خاتمہ، ایجادِ صلح، پائیدار ترقی اور ثقافتوں کے درمیان گفتگو ہیں۔ 195 ممالک اس تنظیم کے رکن ہیں۔ اس کا مرکز فرانس کے شہر پیرس میں ہے۔ دیگر ممالک میں بھی اس کے دفاتر موجود ہیں۔ یونیسکو اکیسویں صدی میں اپنے اہداف کے حصول کی خاطر مختلف قسم کی مشکلات اور مسائل کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان میں سے ایک عالمگیریت کی راہ میں درپیش مشکلات ہیں۔ یہ ادارہ اس مسائل کے لئے راہ حل تلاش کرنے نیز اس کے خطوط کی تعیین کی خاطر اقدامات کر رہا ہے تاکہ غریب ممالک اس سے مستفید ہوں۔ یونیسکو نے انسانیت کو درپیش عالمی مسائل کے حل کے لئے ایک قانون اور اصول برابری اور مساوات کی بنیاد پر پیش کیا ہے جس کی اساس اور بنیاد عالمگیریت، تکثیریت اور توقیر انسانی کے اصولوں پر استوار ہے۔ یہ ادارہ ان ارکان کو مستحکم کرنے کے درپے ہے جو عالمی امن و امان، صلح، پائیدار ترقی اور حقوق بشر کو تشکیل دیتی ہیں تاکہ غربت کے خاتمے، تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان گفتگو کی ترویج اور عوامی مشارکت کے لئے مواقع فراہم کرے۔ یونیسکو کے زیر اہتمام پائیدار ترقی اور تعلیم 2030 کے حوالے سے پہلا اجلاس جنوبی کوریا کے شہر انچیون میں منعقد ہوا جس میں تعلیم 2030 کا بیانیہ جاری ہوا۔ اس لیے پہلے اس بیانیے اور اس کے فریم ورک کے حوالے سے مختصر وضاحت پیش کریں گے۔

الف: انچیون بیانیہ: پائیدار عالمی ایجنڈا اور فریم ورک

یونیسکو نے دیگر عالمی اداروں کے اشتراک سے 19 تا 22 مئی 2015 کے دوران "عالمی تعلیمی اجلاس" جنوبی کوریا کے شہر انچیون میں منعقد کیا۔ تقریباً 160 ممالک سے 1600 سے زائد شخصیات نے اس میں شرکت کی۔ ان میں 120 ممالک کے وزراء، سربراہوں، حکومتی ارکان، اساتذہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے نمائندے شامل تھے۔ اس اجلاس میں آئندہ پندرہ سالوں کے لئے جدید تعلیمی بیانیہ تصویب کیا گیا۔[5] اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاس نیویارک 15 ستمبر 2015 نے پائیدار عالمی قرارداد میں اس کو چوتھے ہدف اور اس کے بعد اس بیانیے اور ایجنڈے کے ہدف نمبر 4 کا فریم ورک تعلیمی ماہرین کے وفد نے یونیسکو کے اٹھائیسویں عمومی کانفرنس میں 4 نومبر 2015 کو پیرس میں منظور کیا۔[6] اس اجلاس میں یونیسکو کے 184 رکن ممالک نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس بیانیے کو بین الاقوامی، علاقائی اور ملکی سطح پر نافذ کرنے کے طریقہ کار پر تفصیلات بھی پیش کی گئیں۔ اس فریم ورک کا مقصد تمام ممالک میں تعلیم سے مربوط پائیدار عالمی ترقیاتی ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ اس ایجنڈے کے نفاذ کے لئے منصوبہ بندی، ہم آہنگی، مالی ضروریات کی فراہمی جیسے امور شامل ہیں۔[7]

انچیون بیانیے میں تعلیم کے مقاصد کو جامع انداز میں اور تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد اس کے فریم ورک میں اس کے اجراء کے طریقہ کار پر بحث ہوئی ہے۔ یہ بیانیہ کل 20 پیراگرافوں پر مشتمل ہے جن میں تعلیمی اہداف کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ بیانیے کے پیرا نمبر 5 کے مطابق:

> This new vision is fully captured by the proposed SDG4"Ensure inclusive and equitable quality education and promote lifelong learning opportunities for all” and its corresponding targets.it is transformative and universal, attends to the unfinished business of the EFA agenda and the education. Related MDGs, and addresses global and national education challenges.it is inspired by a humanistic vision of education and development based on human rights and dignity shared; social justice; inclusion; protection; cultural, linguistic and ethine diversity; and shared responsibility and accountability. We reaffirm that

---

[5]- Declaraction.https://unesco.org/publications/education.2030.incheon

[6]https://uis.unesco.org/sites/default/files/documents/education-2030-incheon-framework-for-action-implementation-of-sdg4-2016-en_2.pdf

[7]- Biāniyah Incheon wa Chār Chūb Amāl barāy Ijtirā’ Hadaf Chahārum Tawsī‘ah Pāydār, p. 25.

education is public good fundamental human right and a basis for guaranteeing the realization of other rights.it is essential for peace, tolerance, human fulfilment and sustainable development. We recognize education as key to achieving full employment and poverty eradication. We will focus our efforts on access, equity and inclusion, quality and learning outcomes, with in a lifelong learning approach.[8]

ترجمہ: پائیدار ترقی کا چوتھا ہدف: "جامع اور مساوی معیاری تعلیم کو یقینی بنانا اور سب لوگوں کے لئے زندگی بھر سیکھنے کے مواقع کو فروغ دینا" ہیں۔ یہ تبدیلی لانے والا عالمی ہدف ہے۔ یہ تعلیم کے سلسلے میں ہزاروی ترقیاتی اہداف کے نامکمل اہداف کی تکمیل کرے گا۔ یہ تعلیمی میدان میں قومی اور عالمی سطح پر درپیش چیلنجز کے راہ حل کے درپے ہے۔ یہ ہدفِ تعلیم کے بارے میں انسانی نقطہ نگاہ اور پائیدار ترقی کی بنیاد پر استوار ہے۔ یہ نظریہ انسانی حقوق و شرف، سماجی انصاف، سماجی مشارکت، ثقافتی تنوع کی حفاظت، مشترکہ زبانی و قومی ذمہ داری اور جواب دہی جیسے اصولوں پر قائم ہے۔ ہم تاکید کرتے ہیں کہ تعلیم، انسانوں کے عمومی حقوق میں شامل ہے اور دیگر تمام حقوق کو قانونی حیثیت عطا کرنے کا ضامن بھی ہے۔ تعلیم صلح، بردباری، انسانی تکامل اور پائیدار ترقی کا لازمہ ہے۔ ہم تعلیم کو روزگار اور فقر کے خاتمے جیسے اہداف کے حصول کا لازمہ سمجھتے ہیں۔ ہم اپنی کوششوں کو زندگی بھر کی تعلیم، مساوات، انصاف نیز ہمہ جانبہ، معیاری اور نتیجہ بخش تعلیمی اہداف پر مرکوز کرتے ہیں۔

ب: پائیدار ترقیاتی ایجنڈے کے تعلیمی مقاصد

25 سے 27 ستمبر 2015 تک اقوام متحدہ کے ستر ویں (70 ویں) یوم تاسیس کی مناسبت سے دنیا کی حکومتوں کے سربراہان اور اعلی عہدیداران نیویارک میں جمع ہوئے۔ انہوں نے آئندہ پندرہ سالوں یعنی 2030 تک کے لیے ایک عالمی ایجنڈا پیش کیا جس کا نام

Transforming our World: The 2030 Agenda for Sustainable Development (SDGs)

(یعنی ہماری دنیا کی تبدیلی: 2030 پائیدار ترقی کا ایجنڈا) رکھا گیا ہے۔ جنوری 2016 سے دنیا میں اس کے اجرا کا اعلان بھی ہوا ہے۔ تمام دنیا کے سربراہوں نے اس ایجنڈے کو متفقہ طور پر منظور کیا۔ یہ ایجنڈا 17 بنیادی اہداف اور 169 ذیلی اہداف پر مشتمل ہے۔ یہ آئندہ 15 سالوں کے لیے بین الاقوامی دنیا کے لیے نقشہ راہ ہیں۔ پاکستان سمیت اکثر ممالک نے اس ایجنڈے کو قبول کرکے اس پر دستخط بھی کیا ہے۔ یہ ایجنڈا انسانی عزت و شرف، حقوق بشر، عدلِ اجتماعی، صلح، تمام طبقات کی شمولیت، متنوع قومی ثقافت، زبان کی حفاظت، مشترکہ ذمہ داروں اور جواب دہی جیسے اصولوں پر مبنی ہے۔ عالمی ترقیاتی ایجنڈے کا چوتھا مقصد تعلیم کے حوالے سے ہے.

Goal4: Ensure inclusive and equitable quality education and promote lifelong learning opportunities for all.[9]

یعنی جامع اور مساوی معیاری تعلیم کو یقینی بنانا اور سب کے لئے زندگی بھر سیکھنے کے مواقع کو فروغ دینا۔

اس ایجنڈے کے ہدف نمبر 4 کے ساتویں فرعی ہدف میں 2030 تک تعلیم کے بنیادی مقاصد کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس کا حصول اس تعلیمی سسٹم کے مقاصد میں شامل ہے۔

---

[8] . https://uis.unesco.org/sites/default/files/documents/education-2030-incheon-framework-for-action-implementation-of-sdg4-2016-en_2.pdf

[9] . https:// sdgs.un.org /2030 agenda

By 2030, ensure that all learners acquire the knowledge and skills needed to promote sustainable development, including, among other, through education for sustainable development and sustainable lifestyles, human rights, gender equality, promotion of a cultural on peace and non. violence, global citizenship and appreciation of cultural diversity and of cultural, contribution to sustainable development.[10]

اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام طلباضروری علوم، مہارتوں اور پائیدار ترقیاتی ایجنڈے کی ترویج کے لئے تیار ہو جائیں۔ خصوصاً پائیدار ترقی کے لئے تعلیم، پائیدار طرز زندگی کی تعلیم و ترویج، حقوق بشر، جنسی برابری، صلح کی ثقافت کی ترویج، شدت پسندی کے خاتمے، عالمگیر شہری اور کثیر الجہت ثقافت کے احترام، ثقافتی مشارکت اور پائیدار ترقی 2030 کی عملی تعبیر کے لئے۔

مذکورہ بیانیے اور ایجنڈے میں تعلیم کے مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں استعمال ہونے والے کلمات، مقاصد اور اقدار مغربی افکار پر مشتمل ہیں جو مغربی ہیومنزم اور دین و دنیا کی جدائی اور جدید مغربی ماہرین کے افکار کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے صرف جسمانی و مادی پہلو اور خواہشات کو اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ اس میں پائیدار ترقی کے لئے تعلیم، حقوق بشر، انسانی شرف، سماجی انصاف، سماجی مشارکت، صلح وبردباری، فقر کے خاتمے، پائیدار طرز زندگی، صنفی مساوات، صلح کی ثقافت کی ترویج، شدت پسندی کے خاتمے، عالمگیر شہری تصور کے احیاء، کثیر الجہات ثقافت کے احترام اور آزادی جیسے اہداف پر توجہ دی گئی ہے۔ اس کا مقصد مغربی تصور حیات کے مطابق ایک عالمگیر معاشرے کی تشکیل ہے۔ مذکورہ ایجنڈے میں دینی تعلیمات خصوصا دین اسلام کے پیش کردہ تعلیمی وتربیتی نظام کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں استعمال ہونے والے الفاظ کے بارے میں تدبر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایجنڈا مغربی افکار کی ترجمانی کرتا ہے۔ لفظ humanistic بطور وصف استعمال ہوا ہے جو کہ humanism سے ماخوذ ہے اور انسان کو محور قرار دینے کے معنی میں ہے۔[11]

اسی طرح ثقافتی تنوع کے لئے (cultural diversity) اور حقوق بشر (human rights) ایک ساتھ مذکور ہیں۔ ثقافتی تنوع میں اقلیتوں کے حقوق کی رعایت کی جانب مختلف جگہوں پر اشارہ ہوا ہے۔ لیکن اقلیت کی کوئی مخصوص تعریف نہیں کی گئی ہے اور اسے مبہم رکھا گیا ہے جبکہ اس سے پہلے کی عالمی اسناد میں ان دونوں الفاظ کے معانی واضح ہیں۔ لفظ (Inclusion) جامعیت اور تمام افراد کی شمولیت کے معنی میں ہے۔ یہ تمام افراد اور تمام چیزوں کو محیط ہے۔[12] اس کے علاوہ دیگر اہداف میں غور کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ان الفاظ کا مقصد بھی وہی مغربی تفکرات، تصورات اور مقاصد ہیں۔ اس ایجنڈے کی نظریاتی بنیاد وہی لیبرل ڈیموکریسی اور سرمایہ داری ہیں۔[13]

مذکورہ اہداف میں سے ہر ہدف انسان کی مادی آسائشات و سہولیات سے استفادہ کرنے، دنیاوی زندگی کی لذات اور خواہشات نفسانی کے حصول پر مبنی ہے۔ اس سلسلے میں انجام پانے والے تمام اقدامات کا محور بھی انسان کی دنیوی مادی زندگی کی ضروریات کی تکمیل ہے تاکہ انسان سکون کے ساتھ اپنی انفرادی زندگی میں بغیر کسی رکاوٹ کے اپنی خواہشات کو پورا کرے۔ اس سلسلے میں محوریت انسان کو حاصل ہے اور اس راہ میں تمام

---

10 . Ibid.

11 - Syed Majīd Ṣābirī Fatḥī wa Dīgar, *Wāqīyat Amūzish dar Sanad Tawsī'ah Pāydār, 2030: Falsafah, Taḍāḥā wa Chālashhā* (Mashhad, Pajūheshgāh Mutāla'āt Islāmī wa 'Ulūm Insānī, 1400 Sh), p. 35.

12 - Syed Majīd Ṣābirī Fatḥī wa Dīgar, *Wāqīyat Amūzish dar Sanad Tawsī'ah Pāydār, 2030: Falsafah, Taḍāḥā wa Chālashhā*, p. 37.

13 - Ḥusayn Ramazānī, *Barresī wa Naqd Sanad 2030 Tawsī'ah Pāydār* (Tehrān, Intishārāt Kānūn Andīshah Javān, 1400 Sh), p. 21.

امور کا خود انسان ہی فیصلہ کرتا ہے۔"لبرل ڈیموکریسی خاص بنیادوں پر قائم ہے جن میں سے بعض پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ جن میں سے ایک ہیومنزم ہے جسے خدا کی جگہ رکھا گیا ہے۔ ہیومنسٹ دانشوروں کی نظر میں انسان ہی تمام کاموں کا محور ہے۔ دینی افکار میں خدا محوری کے تصور کے مقابلے میں انسان محوری کو جاگزین کیا گیا ہے اور تمام سماجی معاملات میں انسان ہی کو محور قرار دیا گیا ہے۔ اس بنا میں اصل مقصد اور ہدف انسان ہے۔[14]

اس لئے اس ایجنڈے کی پوری کوشش ہے کہ وہ اسی دنیا کو ہی بہشت بنالے۔"اس تصور کا نتیجہ یہ ہے کہ اس جدید انسان کے لیے اس روئے زمین پر ایک ایسی دنیا بسائی جائے جسے اس ایجنڈے کی تدوین کرنے والوں نے "کرہ زمین" کے نام سے تعبیر کیا ہے تاکہ دنیوی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے موعود بہشت کی بجائے اسی دنیا کو ہی بہشت بنایا جائے اور نقد بہشت کو ادھار کے بدلے نہ بیچا جائے۔"[15]

مغربی تہذیب کے تعلیمی نظریات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظریات قدیم یونان، قدیم روم، دور عیسائیت، قرونِ وسطیٰ، نشاۃ ثانیہ کے دور، جدیدیت اور مابعد جدیدیت جیسے مختلف ادوار کے مختلف فلسفیوں اور دانشوروں سے متاثر ہیں۔ نشاۃ ثانیہ کے بعد عیسائیت کے خلاف بغاوت کے نتیجے میں دین کا مکمل انکار کیا گیا اور ہیومنزم اور سیکولرزم کی بنیاد پر انسانی مسائل خصوصاً تعلیم وتربیت کے جدید نظریات وجود میں آئے۔ اقوام متحدہ اور یونیسکو کے زیر اہتمام عالمی مسائل بالخصوص ثقافتی، معاشی اور تعلیمی سسٹم کے بارے میں ہونے والے فیصلوں میں انہی اہداف کو مدنظر رکھا جاتا ہے جو مغربی افکار پر مبنی ہیں۔"اس کا نتیجہ یہ ہے جب ہم مغربی ترقی (development) کو بنیاد قرار دیں گے تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ مغربی زندگی کو اپنی زندگی کے لیے نمونہ بنائیں اور مختلف ممالک اس نمونے کو سماجی وانفرادی میدانوں میں منصوبہ بندی کا محور قبول کریں۔ یعنی اس معاشرے میں مغربی انسان کی پرورش ہوتی ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے بعد ایک ایسی تبدیلی آئی ہے جس نے ماوراءِ طبیعی حقائق اور انسانی معاشرتی تعلقات کو مکمل طور پر قطع کیا ہے۔ یعنی لبرلزم کی بنیادی سوچ نے خدا کو انسانی زندگی سے حذف کر دیا ہے۔ یعنی دنیا میں انسان نے غیر مادی اہداف کو زندگی کے میدان سے ختم کر دیا ہے، یوں خدا اس کی زندگی میں موثر نہیں رہا۔"[16]

مبحث سوم: اسلامی تعلیمی مقاصد

تعلیم وتربیت سے مربوط اسلامی مآخذ اور کتب میں اہداف کی مختلف اقسام بیان ہوئی ہیں۔ یہ تعابیر مختلف ہیں مگر سب ایک ہی حقیقت کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ یہ سب کائنات، مبدأ، منزل اور اسلام کے تصورِ انسان کی بنیاد پر استوار ہیں۔ کائنات اور انسانی زندگی کا جو ہدف اسلام میں پیش کیا گیا ہے وہ کسی اور مکتب میں نظر نہیں آتا۔ اسلامی تصور کائنات کے مطابق، تمام مخلوقاتِ عالم کی تخلیق کا اصل مقصد خدا ہے اور کائنات اسی محور کے گرد گھومتی ہے۔ اس لئے خدا ہی محورِ تعلیم وتربیت بھی ہے۔ تعلیم وتربیت کے مختلف معیارات اور پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر اہداف کی تشخیص کی جاسکتی ہے۔ اسلام ایک جامع مکتب فکر ہونے کے لحاظ سے کائنات کے آغاز وانجام، انسان اور علم ومعرفت کے بارے میں ایک خاص نظریہ پیش کرتا ہے جو کسی بھی دیگر تعلیمی نظام میں موجود نہیں ہے۔ اسی لئے اسلامی نظام تعلیم وتربیت میں ہمیشہ آخری ہدف ہی انسان کے مد نظر ہوتا ہے۔ دیگر تمام اہداف کی بازگشت اسی اصلی ہدف کی جانب ہوتی ہے۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں انسان دنیا میں اشرف المخلوقات ہے

---

[14] - Rezā Ḥabībī, *Vākāwī Bunyādhāy Īdī'ūlūjīk Sanad 2030* (Qum, Kitāb Fardā, 1396 Sh), p. 62.
[15]- Rezā Ḥabībī, *Vākāwī Bunyādhāy Īdī'ūlūjīk Sanad 2030*, p. 62.
[16] - Atānī, Dr. ʻAṭā Allāh Rīfā ʻī, *Naqd Sanad Amūzish 2030 az Manẓar Ta ʻlīm wa Tarbīyat* (Tehrān, Intishārāt Āftāb Tawsī'ah, 1397 Sh), pp. 29–30.

اور دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی یہاں جو بوئے گا وہاں کاٹے گا۔ انسان، علم اور کائنات کے اسلامی تصور کے تناظر میں یہاں بعض بنیادی اہداف کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

الف: خدا کی قربت اور خوشنودی

قرب الٰہی سے مراد ہے: خدا کے نزدیک ہونا۔ یہاں نزدیک ہونے سے مراد مقام ومنزلت کے زاویے سے ہے نہ کہ جگہ کے لحاظ سے،[17] کیونکہ خدا ہر جگہ حاضر ہے اور جگہ کا تصور خدا کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ثانیاً تمام کائنات خدا سے ہی وابستہ اور اس کا محتاج ہے۔ اس لیے خدا ہر چیز کے قریب ہے۔

* وَنَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ ٱلۡوَرِيدِ۔[18] ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔
* وَاعۡلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهِ وَ أَنَّهُ إِلَيۡهِ تُحۡشَرُونَ۔[19] جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور یہ بھی کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔
* وَلِلَّهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ فَأَيۡنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجۡهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔[20] مشرق ہو یا مغرب، دونوں اللہ ہی کے ہیں۔ پس تم جدھر کا بھی رخ کرو ادھر اللہ کی ذات موجود ہے۔ بے شک اللہ (سب چیزوں کا) احاطہ رکھنے والا، بڑا علم والا ہے۔
* كَلَّا لَا تُطِعۡهُ وَٱسۡجُدۡ وَٱقۡتَرِب۔[21] نہیں! اس کی اطاعت نہ کر اور سجدہ کر اور قرب (الٰہی) حاصل کر۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا سے قریب ہونے کا کیا مطلب ہے؟ جب خدا نزدیک ہے تو پھر نزدیک ہونے سے کیا مراد ہے؟
اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اس آیت میں قریب ہونے سے مراد ہے: خدا کا رخ کرنا اور اس کی جانب متوجہ ہونا۔ اس کے مقابلے میں خدا سے دوری کا مطلب ہے: اس سے غافل ہونا اور اسے ناراض کرنا۔ اس توجہ یا عدم توجہ کے مختلف مراتب ہیں جن میں باطنی اور عملی توجہ دونوں شامل ہیں۔ یہ توجہ جس قدر زیادہ اور گہرا ہو اسی قدر قربت زیادہ ہوگی اور جس قدر یہ تعلق کم اور سطحی ہو یعنی انسان کی توجہ غیر اللہ اور مادیات کی طرف ہو اسی حساب سے خدا سے قربت میں کمی ہوگی۔ پس قرب، انسان کی اندرونی اور بیرونی تبدیلی کا نتیجہ ہے۔ انسان خدا سے تعلق اور ارتباط کے نتیجے میں خود آگاہی اور قلبی شہود کے مرحلے میں داخل ہو اور اسے علم حضوری کے ذریعے درک کرے نیز ہمیشہ اللہ کے سامنے ہونے کا احساس کرے تو قرب میں اضافہ ہوگا۔ اسی لئے ذکر، اللہ کی قربت کا اعلیٰ نمونہ ہے: ولذکر اللہ اکبر۔ اس کے ذریعے وہ خود خدا کے نزدیک محسوس کرے گا۔

بیرونی تبدیلی بھی اسی اندرونی تبدیلی کا تابع ہے جو انسان کے اعمال وحرکات میں نظر آتی ہے۔ قرب الٰہی کی صورت میں انسان کا ہر عمل اور ہر چیز خدا کے لئے اور خدا کی جانب ہی ہوگا۔ اس راہ میں جو زیادہ سبقت لے وہ زیادہ قریب ہوگا۔ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلسَّٰبِقُونَ۔ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلۡمُقَرَّبُونَ۔[22] سبقت لے جانے والے تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں۔ یہی وہ مقرب لوگ ہیں۔

---

[17] - Bāqirī, Dr. Khosrow, *Naghāhī Dobārah bā Tarbīyat Islāmī* (Tehrān, Mū'assa Farhangī Madrasah, 1395 Sh), p. 63.
[18] -Qāf, 50:16.
[19] - Al-Anfāl 8:24.
[20] -Al-Baqarah 2, 115
[21] -Al-'Alaq 96:19.
[22] - Al-Wāqi'ah 56:10–11.

اسلام کی نظر میں تعلیم و تعلم کا اصل مقصد خالص رضائے الہی کا حصول ہے اور بس۔ اس میں کسی دنیوی غرض کا میل شامل نہیں ہوتا۔ سالک الی اللہ کی نظر میں تعلیم کا اصل مقصد غرض خلقت کی تکمیل، اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا اور دوسروں کو آراستہ کرنا، اپنے علم کی روشنی سے جہل اور نادانی کے اندھیرے کو دور کرنا، نہ جاننے والوں کو سکھانا، بھولے بھٹکوں کو راہ حق دکھانا، حق کو پھیلانا اور باطل کو مٹانا ہیں۔[23]

تعلیم و تربیت کا سب سے اعلیٰ ہدف خدا کی قربت کا حصول ہے۔ تعلیم کے تمام مراحل میں اس مقصد کی جانب توجہ رکھنا اور استاد اور شاگرد دونوں کی توانائیوں اور نیتوں کو اسی طرف متوجہ رکھنا ضروری ہیں۔ انسان لامحدود اور لامتناہی استعداد کا حامل مخلوق ہے۔ قربِ الہی اس صلاحیت اور انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے۔

ب۔ ہدایت

انسان کی خلقت کا ایک بنیادی مقصد ہدایت ہے۔ اسلام نے آسمانی کتابوں، انبیا اور اولیاء کی زندگی کا اہم فلسفہ بھی عالمِ انسانیت کی ہدایت کو ہی قرار دیا ہے۔

وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا۔[24] تاکہ آپ مومنین کے لیے ایک نشانی ہوں اور تاکہ وہ تمہیں راہ راست کی ہدایت دے۔ ہدایت دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

1۔ **ارائة الطريق**۔ یعنی دوسروں کو راہ دکھانا۔

2۔ **ایصال الی المطلوب**۔ یعنی منزل مقصد تک پہنچانا۔

یہاں ہدایت کا دوسرا مفہوم مقصود ہے کیونکہ ہدایت کا یہی مفہوم انسان کو تباہی اور خسارے سے رہائی عطا کرتا ہے۔ اسے قرآن کریم نے "فوز عظیم "یعنی عظیم کامیابی کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ ہدایت مفید و ثمر بخش ہے۔ فلاح، سلام اور رضوانِ الہی اس کے شامل حال ہیں۔ قرب اور رشد کے معنی بھی یہی ہیں۔[25]

یہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، فرمانبرداری، امر بالمعروف اور نہی از منکر کے احیاء کے ذریعے ممکن ہو گی۔ اس لئے علامہ مودودی فرماتے ہیں:

> انسان کی حیثیت اس دنیا میں اللہ کے نائب اور خلیفہ کی ہے۔ نائب پر یہ فرض ہے کہ وہ جس کا نائب ہے صرف اسی کی اطاعت کرے اور اس کے سوا کسی بھی غیر کی اطاعت نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے والا باغی ہے۔[26]

اسی طرح ہدایتِ الہی سے روگردانی اور گمراہی سے بچانے کے لئے امر بالمعروف کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ تعلیم کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اس فریضے پر عمل کرے:

> ہلاکت و بربادی کا سبب انفرادی شر و فساد نہیں بلکہ اجتماعی شر و فساد ہے۔ یعنی قوم کے چند افراد انفرادی طور پر تو صالح ہوں لیکن وہ دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوں تو اجتماعی فساد ساری قوم کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔[27]

---

[23] - Maulānā Riyasat ʻAlī Nadvī, *Islāmī Nizām Taʻlīm* (Azamgarh, Dār al-Muṣannifīn Academy, 2011), p. 12.
[24] -Al-Fatḥ 48:20.
[25] - Bāqirī, Dr. Khosrow, *Naghāhī Dobārah bā Tarbīyat Islāmī*, p. 60.
[26] - Mawdūdī, Syed Abū al-ʻAla, *Islāmī Tahdhīb aur Is ke Mabādi* (Islamic Publications, Lahore, 1975), p. 29.
[27] - Mawdūdī, Syed Abū al-ʻAla, *Tanqīḥāt* (Islamic Publications, Lahore, 1997), p. 277.

ج۔ پاکیزگی اور حیات طیبہ

پاکیزگی اور نجاست اشیاء کی ان صفات میں شامل ہیں جو انسان کی پسندیدیا ناپسندیدگی کا سبب ہیں۔ محسوس چیزوں میں وہ اہم صفات جو انسان کی رغبت و پسندیدگی کا موجب ہیں وہ تین ہیں۔ ذائقہ، بو اور رنگ۔ غیر محسوسات میں ان کے لئے طہارت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن میں یہ لفظ محسوسات سے بالاتر یعنی معقولات کے لئے بھی ذکر ہوا ہے۔

إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرا.[28]

اے اہل بیت! اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

خدا کی ذات ہر نقص و عیب سے خالی ہے۔ انسان جس قدر خدائی صفات سے متصف ہو جائے اور اپنے آپ کو عیوب و نقائص سے دور رکھنے کی کوشش کرے اسی قدر اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہو گا۔ اسی طرح وہ جس قدر خدا اور صراط مستقیم سے دور ہو اسی حساب سے پاکیزگی اور طہارت سے دور ہو گا۔ طہارت کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ اس کے آخری مرتبے تک پہنچنا قرب کے مانند انسان کے بس میں ہے۔ پاکیزہ زندگی کا حصول انسانی خلقت کا مقصد ہونے کے ساتھ تعلیم و تربیت کا مقصد بھی ہے۔ اسے قرآن مجید نے حیات طیبہ کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔[29]

جو مرد یا عورت نیک عمل کرے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہترین اعمال کی جزا میں ہم انہیں اجر (بھی) ضرور دیں گے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا اسلام کی نگاہ میں انسان کی مادی اور معنوی دونوں پہلو اہم ہیں۔ اس لئے تربیت میں حیات طیبہ کو بنیادی مقصد شمار کیا گیا ہے۔

سوال: حیات طیبہ کیا ہے؟

جواب: حیات طیبہ زندگی کی وہ قسم ہے جو انسان اور خدا کے باہمی تعلق کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کے حصول سے انسان کے تمام وجودی پہلو برائیوں سے دور ہوتے ہیں۔ یہ جملہ جسمانی، فکری، اعتقادی، ارادی اور عملی پہلوؤں کو شامل ہے۔

حیات طیبہ میں انسانی زندگی کے درج ذیل پانچ پہلو خصوصی طور پر مد نظر رکھا جاتا ہے:

1۔ **حیات طیبہ کا جسمانی پہلو:** انسان کی زندگی میں جسم سے مربوط ضروریات میں بعض چیزوں کو ناپاک اور نجس شمار قرار دیا گیا ہے۔ ان سے اجتناب ضروری ہے۔ ان کی رعایت انسان کی جسمانی سلامتی کے لئے ضروری ہے۔

2۔ **اعتقادی اور فکری پہلو:** اسلامی نقطہ نظر سے اعتقادی یا فکری لحاظ سے بھی گفتگو کی گئی ہے۔ یہاں پاکیزہ سخن سے مراد درست عقیدہ اور فکر ہے۔ اسے ایسے درخت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی جڑیں مضبوط ہوں۔ اس کے مقابل باطل عقیدے کو ناپاک اور نجس کہا گیا ہے۔

3۔ **رجحانات و جذبات کا پہلو:** اسلامی تعلیمات میں اس حوالے سے بھی دو قسم کے جذبات بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً ذکر اور وسوسہ ایسے ہی مفاہیم کی جانب اشارہ ہے۔ ان میں سے پہلا پاکیزہ اور دوسرا پلید ہے کیونکہ یادِ خدا، خالق کی جانب توجہ کا پاک جذبہ ہے جو انسان کو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے جبکہ وسوسہ وہ شیطانی طاقت ہے جو انسان کو گمراہی اور ضلالت کی جانب لے جاتی ہے۔

---

[28] - Al-Aḥzāb 33:32.
[29] - An-Naḥl 16:97.

4۔ **نیت اور ارادہ:** انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو انسان کی نیت اور ارادے کا پہلو ہے۔

5۔ **اعمال، سلوک، رویے۔**

د۔ عبادت و عبودیت

عبادت بندگی سے عبارت ہے۔ بندگی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان فقط خدا کو رب، مالک، معبود اور مولیٰ سمجھے نیز انسان خود کو خدا کا عبد سمجھ کر اس کے سامنے سرِ تسلیم خم ہو۔ قرآن نے انس و جن کی خلقت کا مقصد بھی عبادت ہی کو قرار دیا ہے۔

* وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[30]. میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر اپنی عبادت کے لیے۔

بندگی کی حقیقت تک رسائی صرف پیروی اور ظاہری و باطنی اطاعت سے ہی ممکن ہے۔ یہ عبادت شریعت پر عمل کرنے کے ذریعے شرمندۂ تعبیر ہوگی۔ یہ ہدف انسان کے تمام امور کو حاوی ہے تاکہ انسان کا ہر فکر و عمل عبادت و بندگی کی جانب حرکت کرے۔ دوسرے الفاظ میں انسان اپنی زندگی کے تمام امور میں خود کو محور قرار دینے اور غرور، تکبر کے بجائے تواضع کے ساتھ خدا کو محور قرار دے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی خواہشات نفسانی پر کنٹرول کرے اور اپنے جسم کو مکمل طور پر خدا کے دستورات کا تابع بنائے۔ اسی لئے سورہ حمد میں صرف خدا کی عبادت کرنے اور صرف اس سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

* إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔[31] ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

یعنی خدا ہی پرستش کے قابل ہے اور خدا کے سامنے ہی جھکنا چاہیے۔ اس سے مدد طلب کرنا واجب ہے کیونکہ خدا ہی مظہر ہستی ہے۔ جو بھی خدا کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے وہ خود کو عدل، تقوی، آزادی اور خیر و نیکی میں شریک کرتا ہے۔ عبادت کا مطلب خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے اور نظام توحیدی پر چلنے کا نام ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ نے اسے جو علمی و فکری نعمتیں دی ہیں انہیں خدا کی بخشش اور عطیہ سمجھے اور اسے جو مال و دولت عطا کیا ہے اسے خدا کی رضا اور اس کی راہ میں خرچ کرے، اسے ہی تمام مال و دولت کا حقیقی مالک سمجھے اور تمام وسائل و امکانات کو اس کی عطا سمجھے اور انہیں اسی کی راہ میں استعمال کرے۔ سیاسی امور میں عبودیت یہ ہے حکومت کو خدا کی جانب سے اور طاقت و اقتدار کو خدا کا تحفہ سمجھے اور اجتماعی و اخلاقی امور میں بندگی یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور بہتر نہ سمجھے۔[32]

عبادت انسان کی خلقت کے اہداف میں سے ایک ہے۔ اس کے ذریعے ہی پاکیزہ زندگی، قرب الٰہی اور ابدی کامیابی ممکن ہیں۔ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب کے لئے نمونہ عمل قرار دیا ہے اور انہی کی زبانی بیان کیا ہے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ۔[33]

میں نے اپنا رخ پوری یکسوئی سے اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ۔[34]

کہیے: میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

---

[30] - Adh-Dhāriyāt 51:56.
[31] - Al-Ḥamd 1:5.
[32]- Bāqirī, Dr. Khosrow, *Naghāhī Dobārah bā Tarbīyat*, p. 65.
[33] - Al-An'ām 6:79.
[34] - Al-An'ām 6:162.

اس کے مقابلے میں عبادت سے سرتابی اور انکار کرنے والوں کو بدبخت اور شقی قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔[35]

جو لوگ ازراہ تکبر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں یقیناً وہ ذلیل ہو کر عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

امام غزالی مقاصد تعلیم کے بارے میں لکھتے ہیں:

علم وعبادت وہ مقاصد ہیں جن کے لئے اللہ تعالی نے کتب سماویہ نازل فرمائیں، انبیاء کو بھیجا بلکہ زمین وآسمان کی تمام تر مخلوقات اور اشیاء سبھی علم وعبادت کے واسطے تخلیق کی گئی ہیں۔[36]

ھ۔صالح وکامل انسان

اسلام کا اہم مقصد صالح اور کامل انسان کی تربیت ہے جو ہر لحاظ سے انسانی کمالات سے مزین اور ہر قسم کے رذائل سے عاری ہو اور دوسرے انسانوں کے لئے نمونہ عمل بنے۔ قرآن کریم میں اس کی جانب توجہ دی گئی ہے۔

إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ۔[37]

بے شک میرا آقا تو وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور جو صالحین کا کارساز ہے۔

إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَتَوَاصَوْاْ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْاْ بِٱلصَّبْرِ۔[38]

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

اسی طرح تعلیم وتربیت کا ایک مقصد کامل انسان کی پرورش ہے۔ انسان کا کمال خدا کی بندگی میں مضمر ہے۔ انسان ہمیشہ تکامل اور معنوی مراتب کو طے کرنے کے درپے رہتا ہے۔ خدا کی کامل معرفت، مقام خدا کا خوف، خدا کے مقابل ادب، عشق، امید، توکل، راہ خدا میں استقامت، خدا سے کئے ہوئے عہد کی پابندی جیسے اوصاف انسان کے اندر پیدا ہوں تو وہ "انسان کامل" کے درجات کو طے کرنے کے قابل ہو گا۔

خلاصہ بحث

اسلامی تعلیمات انسان اور کائنات کے بارے میں ایک اعلیٰ اور وسیع تصور پیش کرتی ہیں، جہاں کائنات کو ایک خاص مقصد کے تحت تخلیق کیا گیا ہے اور اس کا اصل محور خدا کی ذات ہے۔ انسان کو خدا کا جانشین مانتے ہوئے، کائنات کی تمام چیزیں اس کے لیے مسخر کی گئی ہیں۔ عقل، انبیاء، اور آسمانی کتب کی رہنمائی سے انسان کی زندگی میں اعلیٰ مقاصد کی تلاش ناگزیر ہے، جیسے کہ خدا کی قربت، ہدایت، اور صالح انسان بننا۔ اس کے برعکس، مغربی تصور حیات میں زندگی کی مادی پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے، جہاں انسان کی تمام کوششیں اسی دنیا کی بھلائی کے لیے ہوتی ہیں۔ یہ ہیومنزم کے نظریے پر مبنی ہے، جو اقوام متحدہ کے تعلیمی ایجنڈے 2030 میں بھی سامنے آیا ہے۔ اگرچہ اس ایجنڈے سے انسانی مادی پہلو کو تقویت مل سکتی ہے، مگر یہ انسان کی روحانی، دینی، اور اخلاقی پہلوؤں کو نظر انداز کرتا ہے، جس کے نتیجے میں اخلاقی مسائل پیدا ہوں گے۔ لہذا،

---

[35] - Ghāfir 40:60.

[36] - Imām Muḥammad bin Muḥammad al-Ghazālī, *Minhāj al-ʿĀbidīn*, Translated by Maulānā Muḥammad Zakariyā (Karāchī, Dār al-Ishāt), p. 26.

[37] - Al-Aʿrāf 7:196.

[38] - Al-ʿAṣr 103:2.

اگر اسلامی مقاصد کو مدنظر رکھ کر نظام تعلیم کے عناصر کو ترتیب دیا جائے تو ایک فلاحی اسلامی معاشرے کی عملی تشکیل ممکن ہوگی، جہاں اسلامی قوانین اور انسانی فطرت کے جدید تقاضوں کے درمیان توازن قائم کیا جا سکے۔ اس مثالی معاشرے میں انسان دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

تجاویز وسفارشات

اسلام کے تعلیمی مقاصد ایک اہم موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس بارے میں مختلف زاویوں سے تحقیق کی ضرورت ہے۔ ان میں سے بعض اہم پہلوؤں کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

1۔ قرآنی آیات، سیرت نبوی اور اسلامی مفکرین کے آراء کی روشنی میں تعلیم کے بنیادی وثانوی مقاصد کے بارے میں جامع تحقیق۔

2۔ دیگر ادیان و مکاتب خصوصاً مغربی مکاتب و مفکرین کے تعلیمی مقاصد کا تنقیدی جائزہ۔

3۔ اسلامی تعلیمی مقاصد اور تعلیمی ایجنڈا 2030 کے مقاصد کا تقابلی و تنقیدی جائزہ۔

4۔ اسلام کے بنیادی مقاصد کی روشنی میں زمانے کے تقاضوں کے مطابق اعلیٰ مقاصد کی جانب توجہ دینا تاکہ معاصر مکاتب کے مقابلے میں اسلام کے نقطہ نظر کو جامع انداز میں پیش کیا جا سکے۔

5۔ اسلامی نظام تعلیم کے ثابت اور متغیر مقاصد و اہداف کی تشخیص اور ثابت قوانین کے تناظر میں متغیر مقاصد کی جستجو۔

6۔ تعلیمی ایجنڈا 2030 کے مسلم معاشرے اور اسلامی سماج پر اثرات کا جائزہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Rahnumā'ī, Dr. Syed Ahmad. *Falsafah Ta'līm wa Tarbīyat.* Tehran: Sāzmān Mutāla' wa Tadwīn Kutub 'Ulūm Insānī Dāneshgāhā, 1397 Sh.
* Dehābādī, Muhammad Ali Ḥājī. *Darāmadī bar Niẓām Tarbītī Islām.* Qum: Markaz Bain al-Milalī Tarjumah wa Nashr al-Muṣṭafā, 1440 Q.H.
* Ḥusayn Kā'āmad Pīshah. *Āshnā'ī bā Tarbīyat Islāmī.* Qum: Markaz Ranjum wa Nashr al-Muṣṭafā, 1442 Q.H.
* Bāqirī, Khosrow. *Darāmadī bar Falsafah Ta'līm wa Tarbīyat Jumhūrī Islāmī.* Tehran: Sharakat Intishārāt 'Ilmī wa Farhangī, 1389 H.Sh.
* Sarfarāz Ḥusayn. *Bīsūīn Sadī ke Muntakhib Muslim Mufakkirīn ke Ta'līmī Nazāriyat ka Tajziyatī Mutāla.* Gujrat: Jāmia Gujrat, 'Ulūm Islāmī, 2020.
* Nadvī, Maulānā Riyasat 'Alī. *Islāmī Niẓām Ta'līm.* Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn Academy, 2011.
* Sha'ārī Nezhād, 'Alī Akbar. *Falsafah Jadīd Tarbīyat.* Tehran: Intishārāt Iṭṭilā'āt, 1388 Sh.
* Fathī, Syed Majīd Ṣābirī wa Dīgar. *Wāqīyat Amūzish dar Sanad Tawsī'ah Pāydār, 2030: Falsafah, Taḍāḥā wa Chālashhā.* Mashhad: Pajūheshgāh Mutāla'āt Islāmī wa 'Ulūm Insānī, 1400 Sh.
* Ḥusayn Ramazānī. *Barresī wa Naqd Sanad 2030 Tawsī'ah Pāydār.* Tehran: Intishārāt Kānūn Andīshah Javān, 1400 Sh.
* Rezā Ḥabībī. *Vākāwī Bunyādhāy Īdī'ūlūjīk Sanad 2030.* Qum: Kitāb Fardā, 1396 Sh.
* Atānī, Dr. 'Aṭā Allāh Rīfā'ī. *Naqd Sanad Amūzish 2030 az Manẓar Ta'līm wa Tarbīyat.* Tehran: Intishārāt Āftāb Tawsī'ah, 1397 Sh.